روایت رمیلہ

کتاب الارشاد میں حمران بن عین نے قاسم بن محمدؒ بن ابو بکرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رمیلہ سے سنا جو حضرت علیؑ کے خاص اصحاب سے تھے۔

رمیلہ : وعکت وعکا شدیداً فی زمان امیر المومنین ؑ ثم وجدت منہ خفة فی نفسی فی یوم جمعة فقلت لا اعمل شیئاً افضل من عن افیض علیّ الماء واتی المسجد فاصلی خلف امیر المومنین ففعلت ذلک فلمّا علا المنبر فی جامع الکوفہ عاد الیّ الوعک فلمّا خرج امیر المومنین من المسجد تبعتہ فالتفت الیّ وقال ما اراک الّا مشتکیّاً بعضک فی بعض ما بک من الوعک وما قلت انّک لا تعمل شیا افضل من غسلک لصلوٰة الجمعة خلفی فانک کنت وجدت خفة فلمّا صلیت وعلوت المنبر عاد الیک الوعک

رمیلہ : رمیلہ نے کہا کہ امیر المومنین کے زمانہ میں ایک مرتبہ مجھے شدید بخار آیا جس کی وجہ میں نے اپنے نفس میں ہلکا پن محسوس کیا چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا میں نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی کام نہ کروں گا کہ غسل کروں اور مسجد چل کر امیر المومنین ؑ کے پیچھے نماز ادا کروں پس میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت نماز کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو وہ حرارت لوٹ آئی اور جب امیر المنین ؑ مسجد سے باہر نکلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے چلا اور وہ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا نہیں دیکھتا ہوں میں تجھ کو مگر شک کرنے والا اپنے بعض امور کا بعض میں جو تجھ کو بخار کی وجہ ہے اور تو نے یہ کیا کہا کہ کوئی عمل اس سے افضل نہیں کہ غسل کر کے میرے پیچھے نماز جمعہ پڑھے اور تو نے خفت پائی پس جب میں نماز پڑھ کر منبر پر گیا تیرا بخار تیری طرف لوٹ آیا۔

رمیلہ : فقلت واللّٰہ یا امیر المومنین مازدت فی قصتی ولا نقصت حرفاً۔

رمیلہ : یا امیر المومنین ؑ خدا کی قسم آپ نے جو میرے قصہ میں فرمایا ہے نہ ایک حرف کی زیادتی کی اور نہ کمی۔

حضرت علی : لی یا رمیلہ ما من مومن ولا مومنة یمرض مرضاً الّا مرضت لمرضہ ولا یحزن حزناً الا حزنت لحزنہ ولا دعیٰ الّا آمنّا علیٰ دعائہ ولا یسکت الا دعونا لہ۔

اے رمیلہ ایسا نہیں ہے کہ کوئی مومن یا مومنہ کسی مرض میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ میں بھی مریض نہ ہو جاؤں اور کوئی شخص محزون نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اس کے حزن میں محزون ہو جاتا ہوں اور نہیں دعا کرتا کوئی مگر یہ کہ میں اسکی دعا پر آمین کہتا ہوں اور وہ ساکت نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اسکیلئے دعا کرتا رہتا ہوں۔

رمیلہ : ھذا یا امیر المومنین لمن کان معک فی ھذا المصر فمن کان فی اطراف الارض منزلہ فکیف ؟

حضرت علیؑ : یا رمیلہ لیس یغیب عنا مومن ولا مومنۃ فی مشارق الارض و مغاربھا الا وھو معنا ونحن معہ۔

(بحر المعارف صـ ۲۴۸)

یا امیر المومنین یہ اس کے لئے ہوا جو آپ کے ساتھ اس شہر میں ہے۔ پس اس کے لئے جو زمین کے دوسرے مقامات پر ہو کیا ہوگا۔

اے رمیلہ کوئی مومن یا مومنہ ہم سے غائب نہیں خواہ وہ زمین کے مشرق میں ہو یا مغرب میں مگر یہ کہ وہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت علیؑ اور جناب زینبؑ

حضرت زینبؑ نے سوال کیا کہ بابا کیا آپ مجھے دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : ہاں میں ضرور دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینب : کیا آپ میری مادر گرامی اور حسنینؑ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : ہاں انہیں بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینبؑ : کیا آپ ہمارے نانا رسولؐ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : بیشک انہیں بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینب : کیا آپ حق سبحانہ تعالیٰ کو بھی دوست رکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ : بلاشبہ میں خداوند تعالیٰ کو بھی دوست رکھتا ہوں۔

حضرت زینبؑ : بابا یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک دل میں دو محبتوں کا اجتماع ہو۔

حضرت علیؑ : یہ مسئلہ بہت نازک ہے مگر یہ سمجھ لو کہ سوائے خدا کے میں جس سے بھی محبت کرتا ہوں اس سے خدا کے واسطے ہی کرتا ہوں۔

(بحور الغمہ)

آخری چہار شنبہ

ایک سائل کے سوال پر حضرت علی علیہ السلام نے ہر مہینہ کے آخری چہار شنبہ کی مذمت کرتے ہوئے چند واقعات بیان فرمائے جو آخری چہار شنبہ کو واقع ہوئے تھے اور فرمایا کہ ہر ماہ کا آخری چہار شنبہ نحس ہوتا ہے۔

(۱) آخری چہار شنبہ کو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

(۲) اسی روز ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔

(۳) اسی روز منجنیق بنائی گئی تھی۔

(۴) اسی روز خدا نے فرعون کو غرق کیا۔

(۵) اسی روز خدا نے ارض قوم لوط کو بعض کے لئے اعلیٰ اور بعض کے لئے اسفل قرار دیا تھا۔

(۶) اسی روز خدا نے قوم عاد کی طرف ہوا کا عذاب بھیجا تھا۔

(۷) اسی روز کی جب صبح ہوئی تو زمین جل کر سیاہ ہو چکی تھی۔

(۸) خدا نے نمرود پر بقہ کو مسلط کیا تھا۔

(۹) اسی روز فرعون نے موسیٰ کو قتل کرنے کیلئے طلب کیا تھا۔

(۱۰) اسی روز ان پر چھت گرائی گئی تھی۔

(۱۱) اسی روز فرعون نے علمان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔

(۱۲) اسی روز بیت المقدس ڈھایا گیا۔

(۱۳) اسی روز ملک فارس میں قلعہ اصطخر کی مسجد کو سلیمان ابن داؤد نے جلا دیا تھا۔

(۱۴) اسی روز یحییٰ بن ذکریا قتل کئے گئے۔

(۱۵) اسی روز قوم فرعون پر پہلا عذاب نازل کیا گیا۔

(۱۶) اسی روز خدا نے قارون کو زمین میں دہنسایا۔

(۱۷) اسی روز خدا نے ایوب کو ان کے مال اور اولاد کی دوری میں مبتلا کیا تھا۔

(۱۸) اسی روز یوسف قید خانے میں ڈالے گئے۔

(۱۹) اسی روز خدا نے فرمایا کہ میں نے اس کو اور اس کی کل قوم کو تباہ کیا۔

(۲۰) اسی روز ایک چیخ کے ذریعہ ان کو ہلاک کیا۔

(۲۱) اسی روز ناقہ صالح کو پے کیا گیا۔

(۲۲) اسی روز چرخ سے ان پر کنکریاں برسائی گئیں۔

(۲۳) اسی روز نبی صلعم کے دانت شہید ہوئے اور نبی رنجیدہ ہوئے۔

(کتاب الخصال)

* * *

آسمانوں کے رنگ

ایک شامی نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آسمانوں کے نام اور رنگ کیا ہیں۔ حضرت نے جواب دیا کہ:

(۱) اس دنیا کے آسمان اول کا نام رفیع ہے یہ پانی اور دھوئیں سے ہے۔
(۲) آسمان دوم کا نام فیدوم ہے اور اس کا رنگ تانبے کا ہے۔
(۳) آسمان سوم کا نام المادوم ہے اس کا رنگ اس کے مانند ہے۔
(۴) آسمان چہارم نام ادقلون ہے اس کا رنگ چاندی کی طرح ہے۔
(۵) آسمان پنجم کا نام ھیفھوف ہے اس کا رنگ سونے کی طرح ہے
(۶) آسمان ششم کا نام عروس ہے اس کا رنگ سبز یاقوتی ہے
(۷) آسمان ہفتم کا نام عجما ہے یہ منور آفتاب کے رنگ پر ہے۔

(کتاب الخصال)

حضرت عمرؓ کے چند سوالات

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابوالحسن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض باتیں پوچھنا چاہتا تھا مگر پوچھ نہ سکا اگر آپ ان کا جواب دیتے ہیں تو پوچھتا ہوں۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ جو چاہتے ہو پوچھ لو۔

حضرت عمرؓ: کبھی آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ کوئی چیز ہاتھ میں تھی اور جب بیدار ہوتا ہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض مرتبہ خواب بالکل غلط نظر آتے ہیں۔ کبھی خواب میں کسی کو دوست دیکھتا ہے اور کسی کو دشمن۔ حالانکہ ان کے درمیان شناسائی بھی نہ تھی اور بعض مرتبہ کسی چیز کو مدتوں دیکھتا اور سنتا ہے مگر ضرورت کے وقت بھول جاتا ہے اور وہ پھر بلا ضرورت یاد آجاتی ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟

حضرت علیؑ: جو کچھ آدمی خواب میں دیکھتا ہے اس کا راز بموجب اس آیت کے ہے "اللّٰہ یتوفی الانفس حِینَ موتِہَا والتی لَمْ تَمُتْ فی منامِہَا فَیُمسِکُ التِی قضی عَلَیْہَا الْمَوتَ وَیُرسِلُ الاخریٰ اِلیٰ اجلٍ مُسَمّی (زمر ۴۲) (اللہ وفات دیتا ہے نفسوں کو ان کی

موت کے وقت۔ اور وہ جو نہیں مرتے ان کو ان کی حالت نیند میں۔ پس جن نفسوں کے لئے موت کا حکم جاری ہو چکا ہے ان کو نیند کر لیتا ہے اور باقیوں کو اجل مسمی تک چھوڑ دیتا ہے) یعنی جو شخص سوتا ہے اس پر موت کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ اور جو کچھ وہ اس وقت خواب میں دیکھے جب کہ روح بدن سے مفارقت کی ہوتی ہے وہ عالم ملکوت سے ہوتا ہے اور وہ رحمانی خواب ہے اور جو کچھ اس وقت دیکھتا ہے جب کہ روح بدن سے متعلق ہوتی ہے وہ شیطانی خواب ہے۔ دیگر یہ کہ کسی اجنبی شخص کو دوست یا دشمن کی شکل میں دیکھنا اس وجہ سے ہے کہ حق تعالیٰ نے روحوں کو بدنوں سے دو ہزار سال الوہیت قبل پیدا کیا۔ (سال الوہیتی کا ایک روز پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے) اور ان کی قرار گاہ ہوا میں مقرر کیا۔ جہاں یہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے رہتے تھے۔ جنہوں نے اس روز ایک دوسرے کو پہچان لیا ان کو ان سے الفت ہوتی ہے اور جنہوں نے شناخت نہیں کیا ان کے درمیان بغض و عداوت ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ ایک چیز جو سالہا سال کی دیکھی اور سنی ہوتی ہے اور ضرورت کے وقت یکایک بھول جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ہر دل کے گرد چاند کی طرح ایک ہالہ ہوتا ہے جب وہ دل کو گھیر لیتا ہے تو آدمی سب چیزیں بھول جاتا ہے اور جب یہ زائل ہو جاتا ہے تو بھولی ہوئی بات یاد آجاتی ہے۔

(کوکب دری)

مسجد کوفہ کی فضیلت وخصوصیت

ایک روز مسجد کوفہ میں ایک شخص نے حضرت علیؑ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ بیت المقدس جا کر عبادت میں مشغول رہوں اور بقیہ زندگی وہیں گذار دوں۔ حضرت نے کہا کہ جو زاد راہ تو نے تیار کر رکھی ہے اس کو کھا لے اور سواری کو فروخت کر کے اسی مسجد میں سکونت اختیار کر کیونکہ یہ مسجد دنیا کی چار متبرک مسجدوں میں سے ہے۔ دو رکعت نماز جو یہاں ادا کی جائے دوسری مساجد کی دس رکعتوں سے افضل ہے۔ منجملہ اس کے فضائل کے ایک فضیلت یہ ہے کہ طوفان نوح کے وقت جس تنور سے سب سے پہلے پانی جوش مار کر نکلا تھا اس مسجد کے ایک گوشہ میں واقع ہے اور جس مقام پر پانچواں ستون ہے ابراہیمؑ نوحؑ اور ادریس علیہم السلام نے وہاں نماز پڑھی تھی۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا ایک مدت تک یہیں رہا ہے۔ یغوث اور یعوق بت یہیں توڑے گئے تھے۔ روز قیامت کئی ہزار مخلوق یہیں سے محشور ہو گی کہ جن کا حساب و عقاب نہ ہو گا۔ اس مسجد کے صحن میں بہشت کا ایک مرغزار ہو گا اور آخری زمانہ میں یہاں سے تین چشمے ظاہر ہوں گے ایک صاف پانی کا، دوسرا دودھ کا اور تیسرا روغن کا۔ اس کے دائیں طرف ذکر ہے اور بائیں طرف فکر۔

(تاریخ اعثم کوفی۔ کوکب دری)

پاکیزہ کسب

کشف المحجوب میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایک شخص نے امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ پاکیزہ کسب کون سا ہے۔

حضرت نے فرمایا کہ " غِنَاءُ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ " یعنی جو دل خدائے عزوجل کی عنایت سے مستغنی ہو جائے دنیا و مافیھا کا موجود نہ ہونا اس کو محتاج و مفلس نہیں کرتا اور وہ ماسوی اللہ کے موجود ہونے سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ (کوکب دری پ ۔)

حضرت علیؑ کا ایک مردہ کو زندہ کرنا اور اس کا اپنا واقعہ بیان کرنا

زہرۃ الریاض اور حسن الکبار میں میثم تمار سے مروی ہے کہ ایک روز کوفہ میں ایک شخص قبائے خز پہنے زرد عمامہ سر پر باندھے اور تلوار زیب کمر کئے مسجد میں حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ تم میں کون شخص ہے جس نے اپنی عمر میں کبھی میدان جنگ سے فرار نہ کیا ہو۔ اس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی ہو' اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں اپنا نظیر نہ رکھتا ہو تمام غزوات میں محمد مصطفیٰؐ کا ناصر و مددگار رہا ہو، عمر و عنتر کو قتل کیا ہو' درخیبر کو ایک حملہ میں اکھاڑ پھینکا ہو، حضرت نے جواب دیا کہ اے سعید بن فضل وہ شخص میں ہوں پوچھ لے جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ میں ہوں غم زدوں اور یتیموں کا ملجا و ماویٰ' اسیروں اور خستہ دلوں کے زخم دل کا مرہم۔ میں ہوں وہ شخص کہ جس پر بلاہائے عظیم بھی وارد ہوں تو صبر کرتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ " ان اللہ یحب الصابرین " میں ہوں وہ شخص جس کے اوصاف توریت انجیل' زبور اور قرآن میں مرقوم ہیں۔ میں ہوں قٓ۔ والقرآن المجید' میں ہوں صراط مستقیم۔

اعرابی نے کہا کہ ہم کو ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم رسول خدا کے وصی اور اولیاء اللہ کے پیشوا ہو اور سیدالمرسلین کے بعد زمین و آسمان کی حکومت تمہارے لئے ہے۔ فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے سوال کرے جو تیرا جی چاہے اعرابی نے کہا کہ میں ساٹھ ہزار آدمیوں کی جانب سے جن کو عقیمہ کہتے ہیں ایلچی بن کر آیا ہوں اور ایک مردہ کو لایا ہوں جس کے قاتل کی تشخیص میں اختلاف ہے اگر تم اس کو زندہ کر دو تو ہم کو حقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ تم ہی رسول خدا کے سچے وصی ہو۔

میثم کا بیان ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ کے تمام گلی کوچوں میں منادی کر دوں کہ جو کوئی امیرالمومنینؑ کے اس اعجاز کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے کل نجف میں حاضر رہے۔ چنانچہ میں نے منادی کر دی اور دوسرے روز نماز فجر کے بعد تمام لوگ اور امیرالمومنینؑ مقام موعود پر پہنچے اور حضرت نے فرمایا کہ جنازہ کو سامنے لائیں جب جنازہ کو لا کر اس کا سر کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان کی میت تھی جو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی تھی۔ حضرت نے پوچھا کہ اس کو قتل ہوئے کتنے روز ہوئے ہیں۔ عرض کیا کہ اکتالیس روز فرمایا کہ اس کے خون کا طالب کون ہے عرض

کیا کہ قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ اس کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن حسان ہے اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی اس نے اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری عورت سے عقد کر لیا تھا اس لئے قتل کیا گیا۔ اعرابی نے عرض کیا یا امیر المومنین واقعہ تو ایسا ہی ہے میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک آپ اس کو زندہ نہ کریں اور وہ خود اس کی تصدیق نہ کرے۔

حضرت نے اہل کوفہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے خدا کے نزدیک خاتم الانبیاءؐ کے وصی سے بڑھ کر مکرم و معظم نہیں تھی کہ بنی اسرائیل نے اس گائے کا ایک عضو اس مقتول پر لگایا جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گذر چکا تھا اور حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا میں بھی اپنا ایک عضو اس کو لگاتا ہوں" یہ فرما کر اپنا دایاں پاؤں مقتول پر لگا کر فرمایا کہ "قم باذن اللّٰہ یا مدرکہ بن حنظلہ بن عیشان" اس کے ساتھ ہی وہ جوان زندہ ہو کر کہنے لگا "لبیک لبیک یا حجۃ اللّٰہ فی الایام و المنصور بالفضل فی الانام بعد رسول اللّٰہ علیہ السلام" (یعنی حاضر ہوں حاضر ہوں اے اس زمانہ کے حجت خدا اور رسول خداؐ کے بعد زمانہ میں افضل و اعلیٰ)

حضرت نے پوچھا کہ تجھے کس نے قتل کیا اس نے جواب دیا کہ میرے چچا حریث بن حسان نے۔ اس کے بعد حضرت نے اعرابی سے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور اپنے قبیلہ کو اس واقعہ سے مطلع کر دو مگر اس نے جواب دیا کہ یا امیر المومنینؑ اب آپ کے پائے اقدس چھوڑ کر نہیں جاتا۔ چنانچہ وہ وہیں رہ گیا اور جنگ صفین میں شہادت پائی۔

(کوکب دری)

علم رسالت مابؐ و علم امیر المومنینؑ

بصائر الدرجات میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے رسالت مآب کے علم سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ:

"علم النبی جمیع علم النبیین وعلم ما کان وعلم ما ھو کائن الی یوم القیمۃ" ثم قال والذی نفسی بیدہ لانّی اعلم علم النبیین وعلم ما کان وعلم ما ھو کائن فیما بینی وقیام الساعۃ۔

ترجمہ: نبی کا علم جمیع انبیاءؑ کا علم ہے و نیز ان امور کا جو گذر گئے اور جو قیامت تک واقع ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ میں جمیع انبیاءؑ کا علم جانتا ہوں اور وہ جو کہ گذر گیا اور جو قیام قیامت تک ہونے والا ہے۔ (بحر المعارف ۴۳۰)